حجاب امتیاز علی کے مکتوبات، غیر افسانوی نثر کی ایک مثال

Hijab Imtiaz Ali's Letters: An Example of Non-Fictional Prose

DOI: https://doi.org/**10.54692/**nooretahqeeq.**2025.09022352**

ناصر بشیر

Nasir Bashir
Associate Professor Urdu
Governament Dyal Singh College, Lahore

Abstract:

Hijab Imtiaz Ali is a well-known figure in Urdu literature's fiction genre. Her most well-known works are novels and short stories, but her non-fiction writing, which includes essays, travelogues, letters, diaries, and beautiful prose, is equally captivating. Only a segment of this collection was published in 2006 under the title "Hijab Kitaab" from Lahore city; her letters have not yet been collected into a book. Her character and the period are accurately reflected in these letters. Letters typically reflect a person's private life and experiences. These letters give us a glimpse into the writers' social relationships as well as her society and the times she lived in. These letters have a straightforward and aesthetically pleasing style. The spotlight she gives to her novels and short stories is absent from her letters.

Keywords: Urdu Literature, Non-Fiction, Letters, Personal Writing, Hijab Kitaab, Literary Style, Social Context.

حجاب امتیاز علی اس زمانے میں پیدا ہوئیں جب جدید ٹیکنالوجی نے سر ضرور اٹھالیا تھا لیکن اس کا انسانی معاملات و مصروفیات پر کچھ زیادہ اثرات مرتب نہیں ہوئے تھے۔ اسی لیے کاغذ اور قلم سے انسانی ہاتھوں کا ربط تھا۔ بیسویں صدی کے آخر میں جب حجاب امتیاز علی کا انتقال ہوا تب بھی یہ جدید ٹیکنالوجی اس حد تک نہیں پہنچی تھی جہاں آج پہنچی ہوئی ہے۔ حجاب کو شروع ہی سے روزنامچہ نویسی اور خط نگاری کا شوق تھا۔ انھیں خط ملتے بھی تھے اور وہ ان کے جواب بھی دیا کرتی تھیں۔ ان کے ابتدائی اور آخری روزنامچوں میں جابجا خطوط وصول ہونے اور ان کے جوابات لکھنے کا ذکر ملتا ہے۔ "لیل و نہار" جو ان کا یکم جون ۱۹۴۲ء سے ۲۸ مئی ۱۹۴۳ء تک کا روزنامچہ

ہے، میں جگہ جگہ ڈاک موصول ہونے کا ذکر ہے۔ وہ اپنے احباب کے لکھے ہوئے خطوط کا مطالعہ کرنا بھی پسند کرتی تھیں اور ان کے جواب بھی شوق سے دیا کرتی تھیں۔ کبھی وہ لکھتی ہیں کہ لنچ کے بعد خطوط لکھے اور مسوری، کشمیر اور مدراس کی ڈاک میں ڈلوائے۔ کبھی لکھتی ہیں کہ ڈاک لیٹے لیٹے دیکھی۔ گویا بیماری کے عالم میں بھی وہ اپنے نام آئے ہوئے خطوط پڑھا کرتی تھیں۔ ڈاک دیکھنا اور جواب دینا ان کا معمول تھا۔ ۷ اگست ۱۹۴۲ء کے روزنامچے میں حجاب امتیاز علی لکھتی ہیں:

> ”میں کام چور نہیں ہوں۔ تندرستی کے پہلے احساس میں کام شروع کر دیا۔ بارہ بجے کے بعد احتیاطاً کچھ آرام کیا۔ پھر اُٹھ کر ڈاک دیکھی۔ آج تک ایک خاتون کا گرامی نامہ دفتری ڈاک میں ملا جلا مجھے پہنچا لکھتی ہیں: ”غرض یہ ہے ”مکاتیب جمیل“ کے نام سے ایک مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔ آپ کے گرانمایہ خطوط کی شرکت بے حد ضروری ہے۔ مجھے اپنے چند خطوط عنایت فرمایئے۔“ میں نے آج تک اپنے نام کوئی خط لکھ کر اپنے پاس نہیں رکھا۔ پھر انہیں کیسے بھیج دوں؟ خط لکھ کر دے دیے جاتے ہیں رکھے نہیں جاتے۔ کئی اِک اور دل چسپ خطوط بھی وصول ہوئے ہیں۔ افسانہ ”کونلیں چلا رہی ہیں“ کے سلسلے میں بھی دو خطوط وصول ہوئے ہیں۔ یہ ساقی میں شائع ہوا ہے۔“(۱)

اس روزنامچے سے پتا چلتا ہے کہ حجاب امتیاز علی نے کبھی یہ سوچ کر کوئی خط نہیں لکھا کہ یہ کوئی ادبی شاہکار ہے اور اسے بعد میں چھاپا بھی جائے گا۔ وہ خط کو ضرورت کی ایک چیز سے کچھ زیادہ نہیں سمجھتی تھیں۔ اس لیے انھوں نے ”مکاتیبِ جمیل“ کے نام سے خواتین کے خط مرتب کرنے والی خاتون کے خط کو دل چسپ قرار دیا ہے۔ لیکن حجاب نے کچھ عرصے کے بعد خط لکھ کر منگوانے والی اس خاتون کو اپنے چند خطوط بھیج دیے تھے۔ ”مکاتیبِ جمیل“ ربیعہ سلطانہ کی مرتب کی ہوئی کتاب ہے جو پہلی بار ۱۹۵۶ء میں مکتبۂ جدید لاہور نے سویرا آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کی تھی۔ اس کا مقدمہ ڈھاکا یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی و اردو کے صدر ڈاکٹر عندلیب شادانی نے لکھا تھا جو صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ خواتین کے لکھے ہوئے خطوط کا اردو میں پہلا مجموعہ تھا۔ عندلیب شادانی لکھتے ہیں:

> ”ربیعہ سلطانہ صاحبہ نے اس مجموعے کی تدوین میں جو زحمت برداشت کی ہے اس کی داد نہ دینا، بے دادسے کم نہیں۔ اس لحاظ سے کہ خواتین کے مکتوبات کا یہ پہلا مجموعہ ہے۔ اس

صنفِ ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور تاریخ اس نشانِ راہ کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ نہ اس کی افادی حیثیت سے انکار ممکن ہے۔ ایک طرف یہ ہماری تعلیم یافتہ خواتین کے پورے طبقے کی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے اور دوسری طرف بعض مشہور اہلِ قلم اور ممتاز ہستیوں کی شخصیت کو زیادہ بہتر طریقے پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔"(۶)

مکاتیب جمیل میں جہاں حجاب امتیاز علی کے چند خطوط شامل ہیں وہاں بیگم شاہنواز، مسز نورالحسن برلاس، نذر سجاد حیدر، ڈاکٹر شائستہ اختر، صالحہ عابد حسین، طاہرہ دیوی شیرازی، جہاں بانو، سیدہ اختر، عصمت شاہد لطیف، زینب نعمانی تسنیم، م، ب، ش، زیب عثمانیہ، نجمہ تصدق، ص، س، حزیں، گیتی آرابشیر احمد، لیڈی ذوالفقار علی، صغرا ہمایوں مرزا، لیڈی محمد شفیع، جمیلہ بیگم، قمر اے ایس قادری، شاکرہ مجید الدین، بیگم ادیب، بشیر النسابشیر، فاطمہ لیاقت حسین بلگرامی، انیس فاطمہ بنت بمبوق، بلقیس جہاں عرف برجیس دولھن، نجم السحر بلگرامی، رابعہ سلطانہ نگار لکھنوی، فردوس جہاں ناز، ثریا بیگم، مسز سید نورالحسن ہاشمی، حسن آرا کوثر، محمودہ مہربانو، انور سلطان مہ رخ، ایزدی صاحبہ لکھنوی، منور عبدالعزیز، حمیرا کرمانی، تسنیم سلیم چھتاری، ذکیہ خاتون نگہت، برجیس جہاں نجمی، داناپریمی، عفت آرا فضل علی، ستارہ جبیں عرف گوہر اقبال حور، رضیہ جہاں آرا، ممتاز رفیع مارہروی، ربیعہ سلطانہ بابوپوری اور صفیہ اختر کے مکتوبات بھی شامل ہیں۔ حجاب اس زمانے میں بھی ادب کی دنیا میں ممتاز و مقبول تھیں۔ شاید اسی لیے ان کے مکتوبات اس کتاب کے ابتدائی صفحات میں بیگم شاہ نواز اور مسز نورالحسن برلاس کے خطوط کے بعد تیسرے نمبر پر چھاپے گئے ہیں۔ مکتوبات سے پہلے "خواتین کے مکتوبات کی اہمیت" کے عنوان سے مولوی نصیر الدین ہاشمی کا سات صفحات پر مشتمل ایک مضمون چھاپا گیا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد مضمون ہے۔ خواتین کے خطوط کے حوالے سے نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے:

"جب کوئی عورت دوسری عورت سے بات چیت کرتی ہے تو اکثر وہ اپنا تمام حالِ دل، دکھ درد بیان کر دیتی ہے۔ جس کو کس مرد کے سامنے ظاہر کرنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتی۔ وہ اپنی جنس کو دل کھول کر اپنے دل کی گہرائی سے واقف کر دیتی ہے اور ان رازوں کو افشا کرتی ہے جو مردوں سے راز رکھے جاتے ہیں۔ علی ہذا میں جب عورت کسی مرد کو خط لکھا کرتی ہے تو یہ سوچ کر لکھا کرتی ہے ہے کہ اس کے مخاطب کی کیا حیثیت ہے۔۔۔۔۔ وہ اپنے ہمدرد مرد دوست سے بھی اپنے ایسے حالِ دل اور اپنے راز بیان کر دیتی ہیں جو دوسری عورتوں سے بھی

ظاہر نہیں کرتیں۔ اس قسم کے خطوط اپنے اندر دل چسپ ی کے بہت زیادہ سامان رکھتے ہیں۔ جو واقعات خطوط میں ظاہر کیے جاتے ہیں، وہ یہ سمجھ کر کیے جاتے ہیں کہ ان کی اشاعت نہیں ہو گی۔ اس لیے بلا حجاب اور بلا تصنع سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔ اگر کسی کو اس امر کا شائبہ بھی ہو کہ ان کی اشاعت ہو گی تو وہ بہت کچھ سوچ سمجھ کر لکھ سکتے ہیں۔"(۳)

حجاب امتیاز علی بھی ان خواتین میں شامل ہیں جنھوں نے خواتین سے زیادہ مردوں کے نام خطوط لکھے۔ ان کی وفات کے سترہ برس کے بعد ۲۰۰۶ء میں چھپنے والی کتاب "حجاب کتاب" میں ان کے اپنے شوہر امتیاز علی تاج کے نام کل گیارہ خطوط شامل ہیں۔ ایک مختصر سا خط ان کے نواسے فاران طاہر کے نام ہے جس میں اسے سالگرہ کی مبارک باد دی گئی ہے۔ امتیاز علی تاج سے شادی سے پہلے بھی حجاب، تاج کے نام خط لکھا کرتی تھیں۔ تب وہ مدراس میں رہتی تھیں اور تاج پنجاب کے شہر لاہور میں۔ مکتوب نگاری ہی کے ذریعے سے حجاب اور تاج کی شادی کی فضا بنی۔ اس سلسلے میں حجاب امتیاز علی نے لکھا ہے:

"منگنی سے پہلے جس زمانے میں "تہذیب النسواں" کی مضمون نگاری کے سلسلے میں مری اور امتیاز کی خط کتابت ہو رہی تھی تو ایک ایسا واقعہ گزرا جو ہمیشہ کے لیے یادگار رہ گیا۔ ویسے وہ پابندی سے مجھے لکھا کرتے تھے پر نجانے کیا افتاد پڑی کہ میرے تین خطوط کا انہوں نے جواب نہ دیا۔ ان کی یہ حرکت مرے لیے ناقابل برداشت ہو گئی اور جب کچھ عرصے بعد انہوں نے خط لکھا تو جواباً میں نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔ اس پر وہ بہت گھبرائے۔ میری خفگی کو دور کرنے کی بہت سی مختلف کوششیں کیں۔ پر نجانے مجھے کیا ہو گیا تھا کہ میں ناراض ہی رہی۔ ایک دفعہ انہوں نے خود مجھ سے کہا تھا کہ میں تمام وقت سوچا کرتا تھا کہ آپ کی خفگی کو دور کرنے کے لیے کیا نسخہ استعمال کروں آخر بخاری پطرس نے سوچ سوچ کر ایک بہترین رائے مجھے دی وہ یہ کہ میں اپنا ڈراما "انارکلی" آپ کے نام سے منسوب کر دوں۔ چنانچہ یہی ہوا۔ پطرس کی رائے کارگر ہوئی اور امتیاز نے مندرجہ ذیل الفاظ میں انارکلی ڈراما میرے نام منسوب کیا۔ حجاب اسمٰعیل کے نام:

"اتنا مختصر خط نہ اس سے پیشتر کبھی لکھا نہ آئندہ لکھوں گا۔ لیکن جن مخلصانہ جذبات کا اظہار مقصود ہے وہ ایک لفظ میں بھی ادا ہو سکتے ہیں۔

اس مختصر عریضہ کو شرفِ قبولیت بخشئے۔ کتاب کا پڑھنا چنداں ضروری نہیں۔ اسے ایک ضمیمہ سمجھیے۔ طویل اور بے معنی۔ تآج۔ دسمبر ۱۹۳۱ء۔

میں نے یہ تحریر پڑھی اور فوراً ہی میرا دل ان کی طرف سے صاف ہو گیا۔ لیکن اپنی خفگی کا مجھے یہ فائدہ پہنچا کہ ان کا مشہور و معروف ڈراما جو اب کلاسیک بن چکا ہے میرے نام منسوب ہو گیا۔"(۴)

حجاب کے امتیاز علی تاج کے نام وہ خطوط جو شادی سے پہلے لکھے گئے۔ ابھی تک چھپ کر سامنے نہیں آسکے۔ اس ضمن میں ان کے داماد نعیم طاہر کہتے ہیں:

"حجاب کے وہ خطوط جو انھوں نے شادی سے پہلے امتیاز علی تاج کے نام لکھے، ممکن ہے کہ گھر میں موجود کاغذات میں کہیں موجود ہوں۔ میں جلد ان کاغذات کو کھنگالوں گا اور ان خطوط کو تلاش کر کے سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور کے مالک جناب افضال احمد کو بغرضِ اشاعت دے دوں گا۔ ان دنوں مَیں، اپنی آپ بیتی لکھ رہا ہوں۔ جلد ہی انشااللہ یہ کتاب مکمل ہو جائے گی۔ اس کے بعد گمشدہ خطوط کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔"(۵)

حجاب کے روزنامچے "لیل و نہار" میں ۸ اگست ۱۹۴۲ء کے روزنامچے میں بھی ڈاک موصول ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حجاب امتیاز علی لکھتی ہیں:

"ڈاک دیکھی۔ ایک خاتون کا خط دوسری دفعہ آیا ہے۔ یہ یاد نہیں۔ پہلی دفعہ کب آیا تھا۔ لکھتی ہیں:

"نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ نے میرے خط کا جواب نہیں دیا۔ میں اجنبی سہی۔ تاہم آپ کا فرض تھا۔ یاد رکھیے اس دفعہ جواب نہ دیا تو ہر گز کبھی خط نہ لکھوں گی۔"(۶)

ایک اور خط آیا ہے۔ اس میں سوال ہی سوال ہیں۔ لکھتی ہیں:

"یہ ضرور بتایئے۔ آج کل آپ کونسا مضمون لکھ رہی ہیں اور کس رسالے میں چھپوائیں گی؟ آپ نے اب تک کتنی کتابیں تصنیف کی ہیں اور آئندہ کیا ارادہ ہے؟"

آئندہ کیا ارادہ ہے؟ کیا بتاؤں! ڈاک نہایت دل چسپ چیز ہے۔ طبیعت اچھی نہیں۔ اس

لیے خطوط کے جواب نہ لکھ سکی۔"(۶)

"لیل ونہار" ہی میں حجاب امتیاز علی نے ایک اور جگہ اپنی ڈاک کا یوں ذکر کیا ہے:

"ڈاک میں آپا اور بھائی کاظم علی کے خطوط بھی آئے۔ وہ دونوں نہایت متفکر ہیں۔ بھائی کاظم علی نے لکھا ہے کہ میں برائے چندے ان کے ہاں ساحل پر چلی آؤں۔ انھوں نے فوری جواب مانگا ہے اور لکھا ہے کہ موجودہ حالات میں اگر میں تنہا سفر نہیں کر سکتی تو وہ خود آئیں گے۔ ثریا کا بھی خط میرٹھ سے آیا ہے۔ ڈاک اب انبار کی شکل میں میز پر لگی ہے اور ہر روز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کاش میں دو گھنٹوں ہی کے لیے کام کاج میں مصروف ہو سکتی!"(۷)

ظاہر ہے کہ خط اس شخص کے نام آتے ہیں جو خطوط کے جوابات بھی دیتا ہو۔ حجاب نے اپنے نام آنے والے ہزاروں خطوط کے جوابات دیے ہوں گے لیکن یہ خطوط تاحال سامنے نہیں آ سکے۔ ۲۰۰۶ء میں چھپنے والی کتاب "حجاب کتاب" میں حجاب کے نام آنے والے صرف چودہ خط شامل ہیں۔

"حجاب کتاب" میں شامل حجاب کے تاج کے نام گیارہ خطوط بالکل ویسا ہی اسلوب رکھتے ہیں جیسا ان کے روزنامچوں کا ہے۔ وہ چند دن کے لیے لاہور سے باہر گئیں تو اپنے شوہر کے نام ہر روز باقاعدگی سے خط لکھا کرتی تھیں۔ ان کے شوہر امتیاز علی تاج بھی ہر روز خط کا جواب لکھا کرتے تھے۔ گویا دونوں طرف آگ برابر لگی ہوئی تھی۔ حجاب کے لکھے ہوئے خطوط سے ان کی شخصیت کے کئی خفیہ گوشے سامنے آتے ہیں۔ وہ لیے دیے رہنے والی خاتون تھیں۔ جوانی میں کسی پر زیادہ کھلتی تھیں نہ ادھیڑ عمر میں۔ لیکن اپنے شوہر کے نام لکھے گئے خطوں میں وہ خوب کھلتی ہیں۔ یوں لگتا ہے تاج ان کے مجازی خدا نہیں بلکہ دوست ہیں۔ جن سے وہ ناراض بھی ہوتی ہیں اور راضی بھی۔ ایسا دوست جس کی دوری انھیں تنگ کرتی ہے۔ وہ ان سے کچھ دنوں کی دُوری بھی برداشت نہیں کر پاتیں۔ تبھی تو حجاب امتیاز علی نے ایک خط میں لکھا ہے:

"آپ کے سلسلے میں میرے ارادے ہمیشہ ایسے ہی ناکام رہے ہیں۔ اب دیکھ لیجیے اس ارادے کا کیا ہوا کہ آپ کو کبھی یاد نہ کروں گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ بے حد یاد آنے لگے۔ اب ارادہ یہ ہے کہ کوئی ارادہ ہی آپ کے متعلق نہ بناؤں لیکن ایک ارادہ اور بھی دل میں ہے کہ آپ سے ذرا بے نیاز رہا کروں گی۔ ایڑی چوٹی کا زور لگاؤں گی۔ آپ تو میرے

ہر ارادے کے سلسلے میں رائے دیتے ہوئے ایسی بات کرنے لگتے ہیں جس سے خواہ مخواہ اپنی تعریف کا پہلو بھی نکل آئے۔ اب بھلا اس میں آپ کے دل کے درد کا کیا تعلق؟ بہر حال۔۔۔ باوجود مصمّم ارادے کے، کہ آپ کو یاد نہ کروں گی، آپ بے حد یاد آرہے ہیں۔ اب کیا کروں؟" ارے یوں۔۔۔ ارے اس طرح"پر ہنسی آئی۔"(۸)

جس طرح حجاب کے خطوط سے یہ پتا چلتا ہے کہ وہ ایک وفا شعار اور محبت شناس بیوی ہیں اسی طرح یہ بات بھی ہمارے سامنے آتی ہے کہ وہ اولاد سے شدید محبت کرنے والی ماں بھی تھیں۔ ان کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام یاسمین ہے۔ بچپن میں وہ اپنی بیٹی کا کس طرح خیال رکھتی تھیں، ان کے خطوط میں اس کا تمام احوال مل جاتا ہے۔ حجاب امتیاز علی ایک خط میں لکھتی ہیں:

"تو یاسمین یہاں سے واپس جاکر قرآن مجید پڑھنے بٹھادی جائے گی۔ جولائی میں پورے چار کی ہو جائے گی اور ان شااللہ! پانچویں میں قدم رکھے گی۔ چھٹے سال تعلیم شروع کی جاتی ہے۔ ان سردیوں میں اسے کانونٹ میں کھیلنے کے لیے داخل کرادینے کا ارادہ ہے۔ نینی کے ساتھ رہے گی۔ اس کی بسم اللہ کی تقریب ضرور کیجیے۔ آج تک اس کے سلسلے میں کبھی کوئی تقریب ہی نہ ہوئی۔ مجھے بچوں کی تقریب اچھی لگتی ہے۔ قرآن مجید شروع کرانے سے پہلے کیجیے۔"(۹)

اگرچہ حجاب امتیاز علی اپنے زمانے کی ماڈرن خاتون تھیں۔ انگریزی سکول میں پڑھی ہوئی تھیں۔ اپنے والد گرامی کے ساتھ بڑی بڑی سرکاری تقریبات میں شرکت کیا کرتی تھیں۔ بچپن میں لباس بھی انگریزی پہنا کرتی تھیں۔ علامہ اقبال جب مدراس آئے تھے تو وہ حجاب کو دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔ لیکن حجاب، اپنے نام کی لاج رکھتے ہوئے مشرقیت کا پیکر بھی تھیں۔ شخصیت کا یہ پہلو حجاب امتیاز علی نے اپنے ایک خط میں اس طرح بیان کیا ہے:

"افوہ! آپ بھی سحر خیز ہو گئے؟ کیسے مان لوں؟ مگر خیر مان ہی لیتی ہوں۔ کیوں کہ آپ کو میں نے آج تک کبھی ذرا سا بھی مبالغہ کرتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر سحری خیزی کے سبب آپ کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہو گی۔ یہاں خود اس سے مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ اکثر طنزاً آپا سے کہتی ہوں کہ تم لوگوں میں کسانوں کی عادت ہے۔ اتنی جلدی کیوں اٹھتے ہو۔ جب

سب اٹھ جاتے ہیں تو میں کس طرح پڑی سوتی رہوں؟ آپ کو یاد ہے اتفاق سے کبھی سال میں ایک آدھ دفعہ آپ مجھ سے پہلے جاگتے تھے تو میں کِس قدر گھبرا کر اور شرما کر چارپائی سے اتر بھاگتی تھی؟" (۱۰)

یہ مکتوب نگاری ہی کا معجزہ ہے کہ ماڈرن ماحول میں تربیت پانے والی حجاب کی مشرقیت خود انھی کی زبانی سامنے آ گئی۔ خط کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس میں لکھنے والا اپنے بہت سے راز بھی فاش کر دیتا ہے۔ اسے پتا ہوتا ہے کہ اس کا خط برائے اشاعت نہیں اس لیے وہ اپنے خط میں ہر بات بے خوف ہو کر لکھ ڈالتا ہے۔ حتّٰی کہ اپنی محبت اور نفرت، خوشی اور غم کا اظہار بھی کرتا ہے جو وہ کسی کے سامنے بیٹھ کر نہیں کر سکتا۔ حجاب کے خطوط میں بھی کہیں کہیں ایسی راز کی باتیں آ گئی ہیں۔ مثلاً

"نواب صاحب اپنی ملازمت کے بڑے چور ہیں اور ہمیشہ رخصت لیتے رہتے ہیں۔ اب میں یہاں آئی تو سنا کہ وہ مجھے ملنے آئیں گے اور ہفتہ بھر کی رخصت اسی بہانے لے لیں گے۔ کل وارد ہوئے۔ دو مہینے کی رخصت لی ہے۔" (۱۱)

ایک اور خط میں حجاب کی شخصیت کا یہ پہلو اس طرح آشکارا ہوا۔ (۱۲)

"آج صبح ہم لوگ باہر صحن میں ڈم شیراڈ کھیل رہے تھے۔ سبھی تھے۔ ویزاک کے لوگ بھی کھیلنے کے لیے آ گئے تھے۔ اتنے میں ایک کار آ کر کھڑی ہوئی۔ دیکھتی ہوں تو بلھاری کے قیوم کار سے اتر رہے ہیں! بڑی نفرت معلوم ہوئی۔ اگر اندر ہوتی تو ان سے نہ ملتی۔"

اپنے روزنامچے کی طرح حجاب اپنے خطوط میں بھی اپنی بیماری کا حال لکھتی چلی جاتی ہیں۔ بیماری کا احوال ملاحظہ کیجیے۔

"میرا کان بند اور پُرشور ہے۔ دو دن تو حسبِ معمول شبہ سا رہا۔ مگر کل دوپہر سے پُرشور ہے۔ معمولی سا خیال کر رہی ہوں۔ زیادہ فکرمندی نہیں۔ تاہم آخر کان کا پُرشور رہنا! یہ سب کچھ پریشانی کی وجہ سے ہوا ہے اور پریشانی یاسمین کی تھی۔" (۱۳)

حجاب اپنی بیماری سے متعلق بہت سنجیدگی سے سوچتی رہتی تھیں۔ اس لیے وہ اس کا جابجا ذکر کرتی چلی جاتی ہیں۔ اپنی بیماری کی طرح انھیں اپنے محبوب شوہر کی بیماری کی فکر بھی لاحق تھی۔ حجاب امتیاز علی لکھتی ہیں:

"گزشتہ رات کلب کے ڈنر میں پھر چیئر مین سے میں نے خاص طور پر آپ کے مرض سے متعلق بات چیت کی جس پر وہ کہنے لگے کہ "کان میں کوئی نقص پہنچا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ مرض خود بخود غائب ہو جائے گا۔" (۱۴)

حجاب یہ خطوط چوں کہ مدراس کے ساحلی علاقے میں بیٹھ کر لکھ رہی تھیں اس لیے ان میں انھوں نے وہاں کے معمولات اور حالات بھی بیان کر دیے ہیں۔ گویا ان کے خط کہیں کہیں تاریخ بھی بن گئے۔ حجاب امتیاز علی لکھتی ہیں:

"آج میونسپلٹی کی طرف سے طوفان کا اعلان ایک سرخ جھنڈے کی شکل میں سڑک پر لگا دیا گیا ہے۔ شکر ہے میں ساحل سے دور ہوں۔ سولی پٹم کے ساحل پر طوفان آنے والا ہے۔ بھائی جان پریشان ہیں۔ ان کا وطن وہی ہے۔ ایسی مسلسل بارش اور یہ آسمان دیکھ کر ہمارا ماتھا پہلے ہی ٹھنکا تھا۔" (۱۵)

حجاب کی افسانوی تحریروں کی طرح ان کے خطوط میں بھی جابجا فطرت کا بیان ملتا ہے۔ اس ضمن میں ایک خط کی چند سطریں ملاحظہ کیجیے:

"اور اب اس وقت نیلے بادلوں کی فوج پہاڑ پر اتر آئی ہے۔ ایک طرف پہاڑ تو بالکل غائب ہو گئے ہیں۔ یہ منظر بالکل ایسا ہے، جیسے ڈیرہ دان والے مکان میں پیچھے کے بر آمدے سے مسوری کے پہاڑ نظر آیا کرتے تھے۔ آج ان گزرے ہوئے ایام کا خیال کتنا خوش گوار ہے۔ ساتھ ہی تکلیف دہ۔ کیوں کہ وہ دن کبھی واپس نہ آنے کے لیے گزر گئے۔" (۱۶)

بظاہر تو یوں لگتا ہے جیسے حجاب ایک مردم بیزار خاتون ہیں اور وہ ہمیشہ فطرت میں پناہ ڈھونڈتی ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ وہ نہایت مردم شناس خاتون تھیں۔ لوگوں کے چہرے پڑھ کر ان کے دلوں کا حال جان لیا کرتی تھیں۔ مردم شناسی کا ایک ثبوت حجاب امتیاز علی نے یوں ایک خط میں دیا ہے۔

"آج آپ کے خط سے آپ کی تھیوری معلوم ہوئی کہ زندگی کام کے لیے ہے۔ بے شک مگر چوں کہ خوش قسمتی سے مجھے کوئی خاص جبری کام نہیں کرنا پڑتا، اس لیے میرا نظریہ جدا ہے۔ میں کام اور تفریح کا توازن ٹھیک رکھنا ضروری سمجھتی ہوں۔ صحت اور زندگی کی سلامتی کے لیے مگر چوں کہ آپ کو کام کرنا پڑتا ہے اس لیے آپ کا نظریہ اور ہے۔

کام اور سنجیدگی کو زندگی کا دستورالعمل بنانا ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر آپ نے دیکھا کہ زیادہ سنجیدہ اور غور کرنے والے عقل مند لوگوں کے چہروں کی ساخت کس قدر جلد بگڑ جاتیہے۔ وہ اپنی عمر سے دس سال زیادہ معلوم ہوتے ہیں لیکن خیر! مجھ جیسی تفریح اور افسانے کی شیدائی روح کے لیے رقیق باتوں کا سمجھنا بڑا مشکل ہے۔ دراصل میں انھیں سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔"(۱۷)

اس مختصر سے تحقیقی و تنقیدی تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حجاب کے خطوط اگرچہ ابھی بہت کم تعداد میں سامنے آئے ہیں اس لیے ان کے خطوط کے بارے میں ابھی کوئی بہت بڑی رائے نہیں دی جاسکتی۔ جب ان کے تمام خطوط سامنے آجائیں گے تو محققین اور ناقدین ان کی مکتوب نگاری کے بارے میں کوئی حتمی رائے دے سکیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ حجاب امتیاز علی، لیل و نہار، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، ص: ۳۶
۲۔ شادانی، عندلیب، ڈاکٹر، مقدمہ مکاتیبِ جمیل، لاہور: مکتبہ جدید، ۱۹۵۶ء، ص: ۱۴
۳۔ ہاشمی، نصیر الدین، مشمولہ: مکاتیبِ جمیل، لاہور: مکتبہ جدید، ۱۹۵۶ء، ص: ۲۰، ۲۱
۴۔ حجاب امتیاز علی، تصویرِ بتاں، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص: ۱۵۹
۵۔ طاہر، نعیم، راقم سے ملاقات، لاہور: ماڈل ٹاؤن، ۲۵ دسمبر ۲۰۲۱ء
۶۔ حجاب امتیاز علی، لیل و نہار، ص: ۳۷
۷۔ ایضاً، ص: ۴۹
۸۔ حجاب امتیاز علی، حجاب کتاب، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص: ۳۴۶
۹۔ ایضاً، ص: ۳۴۷
۱۰۔ ایضاً، ص: ۳۵۰
۱۱۔ ایضاً، ص: ۳۵۵
۱۲۔ ایضاً، ص: ۳۴۹
۱۳۔ ایضاً، ص: ۳۶۵
۱۴۔ ایضاً، ص: ۳۴۳
۱۵۔ ایضاً، ص: ۳۴۶
۱۶۔ ایضاً، ص: ۳۵۲
۱۷۔ ایضاً، ص: ۳۵۲